

شماره 2



جلد 1

یادگارِ رضا

مذہبی، اخلاقی، معاشرتی، تمدنی، تاریخی ماہوار رسالہ

بسرپرستی:

حضرت حجۃ الاسلام جناب مولانا مولوی مفتی قاری مابھی

شاہ محمد حامد رضا خان صاحب دامت برکاتہم

بابتماہ:

جناب مولانا مولوی محمد ابراہیم رضا خان صاحب

مطبع الملت بریلی میں چھپا اور جماعتِ رضائے مصطفیٰ بریلی سے شائع ہوا



تبلیغ الشریعہ فاؤنڈیشن

ترسیل:

www.muftiakhtarrazakhan.com

☎ 0092 303 2886671

📱 /makhtarraza1011



حضرت مولانا محمد اکھتار رضا خان صاحب مدظلہ العالی کے تصنیفات اور خدمات کے مطالعہ کے لئے وزٹ کریں

حضرت عالی
مفتی اعظم
محمد اکھتار رضا خان صاحب مدظلہ العالی

اور خانوادہ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام کی تصنیفات اور
حیات و خدمات کے مطالعہ کے لئے وزٹ کریں

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e
Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufasssir e Azam Hind, Shaikh ul
Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhter Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or
Hayaat o Khidmaat k Mutaluaah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of
Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand
Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden
Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com



تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

☎️ 📞 0092 303 2886671 📱 📧 /makhtarraza1011



مذہبی - اخلاقی - معاشرتی - تمدنی - تاریخی - ماہوار سالہ
بسرپرستی

حضرت حجۃ الاسلام جناب مولانا مولوی مفتی قاری حاجی شاہ محمد عابد رضا خان
صاحب دامت برکاتہم

فاضل محمد احسان الحق نعیمی سبقت ادارت عمومی جماعت رضا مصطفیٰ

یا ہتمام جناب مولانا مولوی محمد ابراہیم رضا خان صاحب
سطح اہلسنت علی بن جہشیا اور دفتر جماعت رضا مصطفیٰ علی شائع ہوا

اغراض و مقاصد سالہ

اسلام کی حمایت مذہب اہلسنت کی نصرت مخالفین کے جواب مسلمانوں کی نیکی اخلاقی معاشرتی اصلاح

خصوصیات

مضامین متمدین علماء اہلسنت اور بہترین اہل قلم کے دیر کیے جائیں گے۔

زبان کی حسن و لطافت کا خاص لحاظ رہے گا۔

ہر مسئلہ پر سنجیدگی و متانت سے محققانہ بحثیں ہوں گی۔

سبب و افراط و تفریط سے اجتناب لازم ہوگا۔

فہرست مضامین

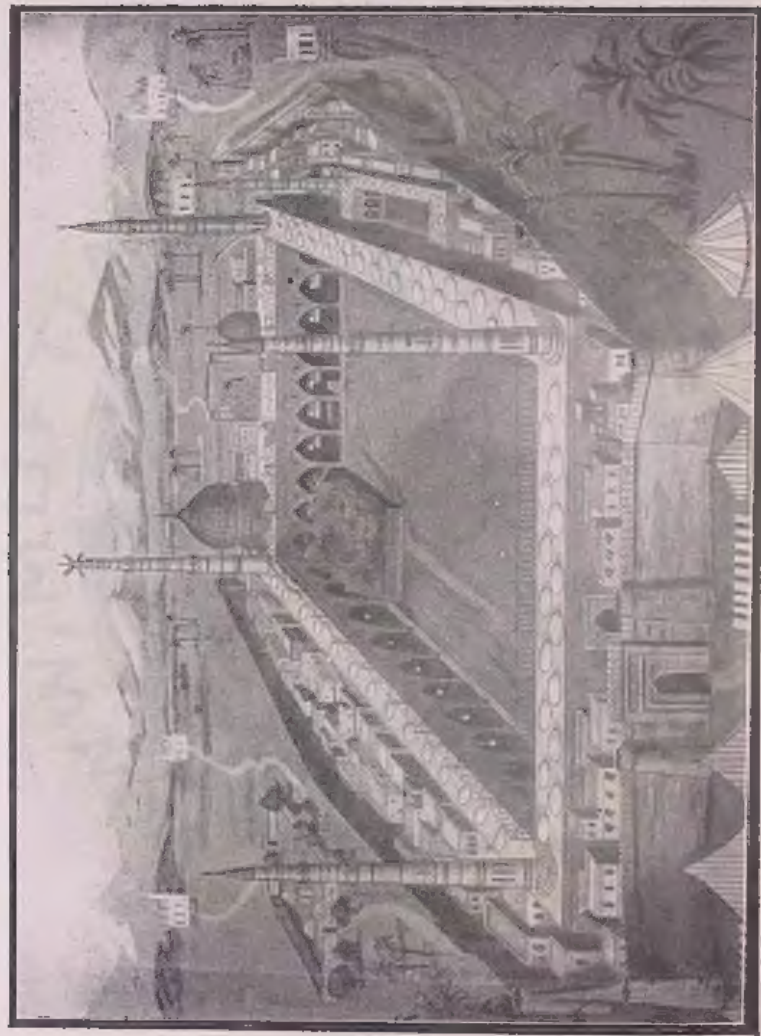
صفحہ	حضرات اہل تسلم	مضمون	نمبر
۲	عاشق رسول اساتذہ میں حضرت مولانا مولوی حسن رضا خان صاحب حسن	سنت شریف	۱
۳	فائلدار محمد احسان الحق نعیمی مدیر رسالہ۔	جزیرہ قنات کے عرب	۲
۷	منقول از سیاست لاہور۔	شیخ نجدی	۳
۹	امام اہلسنت اعظم حضرت عظیم البرکۃ قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	فتاویٰ	۴
۱۷	حضرت اولاد رسول جناب مولانا مولوی سید محمد میاں صاحب رابری۔	تسلیم	۵
۲۲	جناب نواب وحید زہرا صاحبہ ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔	حزبہ المسلمین	۶
۲۶	فائلدار محمد احسان الحق نعیمی مدیر رسالہ۔	عزس قادراؤضوی	۷
۳۳	حضرت حمدا لاسلامہ الشریفہ زینب سجادہ آستانہ عالیہ رضویہ ریاست بکراچم	ایرین وصال	۸
۳۶	جناب نواب وحید زہرا صاحبہ ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔	لنشدہ و قات ملوہ	۹

نعت شریف

(از عاشق رسول اوستاؤزمن حضرت مولانا حسن بنانا خان صاحب حسن علی قادری)

عجب رنگ پر ہی بہارِ مدینہ	کہ سب جنتین بین نثارِ مدینہ
مبارک رہی عندیسیو تہیں گل	ہیں گل سے بہتر جو خارِ مدینہ
تا شہ نشین خسرو و وہاں کا	بیاباں کیا ہو عز و وقارِ مدینہ
مری خاک یارب نہ بربا و جائے	پس مرگ کروے غبارِ مدینہ
کبھی تو معاصی کے خرمین ہیں یار	لگے آتشِ لالہ زارِ مدینہ
رنگ گل کی جب ناز کی دیکھتا ہوں	مجھے یاد آتے ہیں خارِ مدینہ
ملائک لگاتے ہیں آنکھوں میں اپنی	شب و روز خاکِ مزارِ مدینہ
جہم دیکھیے باغِ جنت کھلا ہے	نظر میں ہیں نقش و نگارِ مدینہ
یہیں اُنکے جلوے بس اُنکے جلوے	مراد بنے یادگارِ مدینہ
حرم ہو اُسے ساحتِ ہر دو عالم	جو دل ہو چکا ہے شکارِ مدینہ
دو عالم میں بٹتا ہو صدقہ یہاں کا	بہن اک نہیں ریزہ خوارِ مدینہ
بنا آسماں منزلِ ابنِ مریم نہ	گئے لامرکان تاجدارِ مدینہ
مراد دلِ مبسول بینوا کے	خدایا دکھاوے بہارِ مدینہ

شرف جن سے حاصل ہوا انبیا کو
وہی ہیں حسنِ اقتخارِ مدینہ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یادگار رضا

چند سالانہ سے	بابت ماہ ربیع الثانی ۱۳۲۵ ہجری	جلد (۱)
قیمت فی رسالہ ۵		نمبر (۲)

جزیرہ نما کے عرب

(قاضی محمد اسحاق نعیمی مدیر)

یہ دو مبارک خطے ہیں جس کی عظمت اور وقار نے عالم کو اپنی عزت اور منزلت کا معترف بنایا ہے۔ اور جس نے تہذیب - تمدن - شایستگی میں دنیا کی دستگیری فرمائی ہے۔ علوم کے چشمے اسی پاک منبع سے جاری ہوئے۔ حقانیت و راست بازی و خدائشناسی کے تمام خطوط اسی مرکز سے محیط تک پہنچتے ہیں۔ شجاعت و جوانمردی - سخا و کرم - بذل و نوال - صبر و قناعت - رضا و تسلیم - زہد و ورع وغیرہ بہترین صفات کی دولتیں اسی جزیرہ نما سے یہاں

نے پائیں۔ ہر علم و فن کے تشہ کلام سیراب یکے اور فضل و کمال کے خزانے لقیسم فرمائے۔ فضل و انصاف کے قانون بنائے۔

عرب کا ذرہ ذرہ مہذب و شایستہ دنیا کی آنکھوں میں واجب الاحرام ہے اس جزیرہ نما کی خوبیاں اور خصوصیتیں اسفار طویل میں لکھی جاسکتی ہیں۔ ہم تو اس نسبت پر مرتے ہیں کہ وہ ہمارے آقا کا وطن۔ موسیٰ کا مسکن۔ وحی کا مود اسلام کا منظر و مصدر ہے۔ وہاں کی خاک پاک حضور انور قداہ ارواحنا صلی علیہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدم نام کی نقش بوسی کا افتخار رکھتی ہے وہاں کا ذرہ ذرہ اون نامزین حضور کا فرش تبر کی عزت رکھتا ہے تیار نندان جان نثار و جان نثاران نیا کا یعنی قداہان جمال جو ارشاد ہوا۔ اجبوا العرب لثالث لانے عربی و کتاب اللہ عربی و لسان اهل الجنة عربی۔ عرب کو تین وجہ سے محبوب رکھو۔ ایک یہ کہ میں عربی ہوں۔ دوسرے قرآن پاک عربی ہے۔ تیسرے جنتیوں کی زبان عربی ہے۔ اسیران محبت کیلئے تو پہلی وجہ قربان ہونے کو کافی ہے بیشک جب عرب کو حضور کے نسبت ہے تو ہماری جانین ادس کی خاک پاک پر قربان۔ اور دوسری دونوں وجہ اس پہلی وجہ کے ثمرات ہیں کہ عرب ادس سرور اجد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وطن اور عربی آپ کی زبان ہو اسی لیے قرآن پاک بھی عربی زبان میں نازل ہوا۔ ۵

ذات پاک تو دین ملک عرب کو دیکھو۔ ناز سبب آمدہ قرآن زبان عربی

جنتیوں کی زبان بھی ایسی عربی ہے کہ عربی کو سرور کو تین سلطان دارین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان ہونے کی عزت حاصل ہے تو جنتیوں کے لیے اس سے بہتر اس سے گرامی تر اور کون سی زبان ہو سکتی ہے۔ اہل دل کو تو عرب کی عیادت

محبت رکھنے کے لیے یہ حدیث کافی ہے۔ اور نا آشنا یا ان ذوقِ محبت اور خشک
 دماغوں کی رہنمائی کے لیے یہ ارشاد فرمایا۔ (حدیث) من عیش العرب لم
 تنل شفاعتی۔ جو عرب سے کاوش رکھیں گے میری شفاعت سے محروم رہیں گے۔
 اس جزیرہ نما کے شمال میں شام کے عظیم الشان بوادی ہیں۔ اور بحرِ
 بین بحرِ احمر شرق میں صحرائے عراق فلیج فارس بحرِ عمان اور جنوب میں بحیرہ
 ہند ہے۔

عرب کا جزیرہ نما پانچ حصوں پر منقسم ہے (۱) حجاز (۲) یمن و عیسر
 (۳) حضرموت (۴) عمان (۵) بحرین (۶) نجد و حسا۔
 عرب کی زمین اکثر سنگلاخ اور ریگستانی ہے، فاعصر وسط کا حصہ جو نجد و
 حجاز و حضرموت اور بلادِ عمان کے درمیان ہے۔ یہ ایک بڑا حق و وق صحرائے
 اعظم ہے اسکا نام دھنساہ اسکا طول دو درجہ سے زیادہ اور عرض ڈیڑھ درجہ
 کے قریب ہے۔ یہ ایک بیابان ہے جہاں نہ سبزہ نہ پانی۔ البتہ ریگ روان کے
 دریا بہن جنکو ہوائیں اڑائے پہرتی ہیں اس بیابان میں عبور و مرور کا کوئی ذریعہ
 نہیں ہے اتفاقاً اگر کوئی قافلہ اس کے کناروں پر گزر گیا تو وہ ریگ رماں میں
 غرق ہو جاتا ہے اور اسی ریت میں اسکی قبر بن جاتی ہے۔ اور نام و نشان باقی
 نہیں رہتا۔

موقع ہوا تو انشا اللہ تعالیٰ کبھی جزیرہ نما کے عرب کے حالات تفصیلی طور پر
 پیش کیے جائیں گے۔ لیکن قدرت کا آئین ہے کہ وہ ہر بلندی کے ساتھ پستی اور راحت
 کے ساتھ تکلیف اور ہراسانی کے ساتھ دشواری پیدا کرتی ہے۔ جہاں بلند

پہاڑوں کی اونچی چوٹیاں اپنے نلک فرسارفت کا شاندار منظر دکھلاتی ہیں ہیں
اوس کے ساتھ عمیق پستیوں کے بھیانک نظارے دل لڑاتے ہیں۔ چمن کا
بادشاہ گل جہان بزم افروزی کرتا ہے کانٹوں کے الجھنے اور لہو لہان کر دینوالے
ہجوم بھی دہین ہوتے ہیں۔ دنیا کی کائنات میں اسکے شواہد بھی بہت یلنگے۔
اور کارخانہ حکمت الہی ایسے نظارے سے مملو نظر آئیگا اسی قانون کے مطابق جزیرہ
عرب جو عالمِ فیضیٰ ترین رکھتا ہے اوسکے حص میں سب سے فاضل تر حجاز مقدس
ہے۔ اسکے برکات حد شمار سے زیادہ ہیں۔ اور اوسکے بلاد کے تذکرہ میں
بالاختصار اوسکی عظمت کا اجمالی بیان کیا جائیگا اسی حجاز کی بدولت جزیرہ عرب
تمام دنیا کے اسلام کا مرکز اور مسلمانانِ عالم کا مرجع ہے۔ مگر جس طرح ایک نفیس سے
نفیس ایوان یا قلعہ میں۔ نفیس منازل رنگ محل شیش محل۔ دیوان عام۔ دیوان خاص
وغیرہ ہوتے ہیں وہاں اوسمیں کناس اور بدر روکی نالیاں بھی ہوتی ہیں۔ اسی طرح
عرب کے قلعہ معلے میں جہاں حجاز جیسا صدر مقام اور ایوان خاص ہے وہاں ایک
بدر رو یا طویلہ بھی ہے جسے نجد کہتے ہیں یہاں کے باشندے سخت مزاج بے علم وحشی
ورندہ خصائل تہذیب دشمن۔ بہائم طبع۔ کریمہ منظر بد شکل ہیں۔ آجکل جو اونکا بہت ترقی کا
وقت ہو اور وہ اپنے کو مرکز اسلام کی تکرانی کا اہل سمجھتے ہیں اسوقت بھی اونکے
شعور سیلتے کے عجیب وغریب حالات دنیا کے سامنے آچکے ہیں۔ ٹیلیفون کو دیکھکر
پوچھا یہ کیا چیز ہے بتایا گیا کہ یہ دور سے بات کرنے کا آلہ ہے۔ اٹھا کر کان سے لگا یا
آواز جو کان میں آئی تو وحشی جانور کی طرح بدک گئے اور ٹیلیفون یہ کھکھک توڑ ڈالا۔
کہ اس میں شیطان بندہ ہے آج دنیا میں جانور بھی اوس سے زیادہ سد ہے ہوئے ہیں

نجدیوں کا ساتھ میں نہیں ہوائی جہازوں کی گشت سے ہوا کے اُٹنے والے ڈش
 وٹیو میں وحشت و اضطراب نہیں دیکھا گیا۔ چیل کوئے یا طہنان اپنے پرواز میں
 مشغول رہتے ہیں اور اتنے بڑے جسم کا عجیب آواز کے ساتھ ہوا میں چکر لگانا ان کو
 وحشت میں نہیں ڈالتا۔ مگر نجدی حیوان ٹیلیفون سے توحش ہوجاتا ہے۔ اعضا کی
 مناسبت کے لحاظ سے گو انہیں انسان کہا جاسکے مگر صفات کے لحاظ سے وہ انسانیت
 کے دعویٰ میں حق بجانب نہیں ہیں۔ جہاں دنیا کے مختلف خطوں میں جدا جدا
 خصوصیات ہیں۔ وہاں خاک ناپاک نجد میں وحشت - خود بینی - رعوت - حماقت
 اور سطورہ بالا اوصاف کے خصوصیات میں یا احتقار کے طور پر یوں کچھتے کہ اس
 سرزمین کی خصوصیت وہاں کے انسان نما وحشی دندے ہیں۔
 (احسان الحق نعیمی - مدیر)

شیخ نجدی

اے سرگردِ اشتیاق - اے بندۂ حرص و ہوا تو کس قدر بیباک ہو۔ تو کس قدر چالاک ہو
 تو کس قدر سفاک ہے۔

تو بانیے بیدار ہے۔ تو اک ستم ایجاد ہو۔ طائف کا حلق ناز نہیں لاتو تیرا دست آہنی
 اے ثانیے شمر لعین

لعنت ترے اسلاف پر لعنت تری اُخلاف پر کیا کیا ستم تو نے کیے۔ اشکوں کے دریا بہ گئے
 اور دل کے مکرے ہو گئے

بچوں کے رونے کی صدا بٹور ہوئی آؤ مار سا اور نالہ و آہ و بکا۔ ستار با او چپ رہا

سن تو سہی او بے حیا

پہلو میں دل رکھتا نہیں یا ہمیں خون تہا نہیں کیوں استعد بید ہو۔ ظلم و ستم میں غم ہو

کیوں خون تیرا سر ہے

قبضے گرا تا جاو کہیں۔ قبر میں سنا جاو کہیں سجا کرانے پر بکر۔ باندھی ہو تو نے بے خطر

اے فتنہ جو اے فتنہ گر

اے دشمنِ دینِ بیدین خوفِ خدا تجھ میں نہیں تو واقعی خدا ہے۔ جنت بھی اب برباد ہو

بیدا ہے بیدا ہے

اہل حجاز اہل حرم۔ ہتے میں اب جو ستم تو خدا ہو جو ستم ہو۔ فرعون کا فرزند ہو

شیطان کا دل بند ہے

اے شوکت اب ہتیار ہو۔ بیدار ہو بیدار ہو یہ کیسی اچھی نہیں۔ یہ بے بسی اچھی نہیں

یہ بے بسی اچھی نہیں

یہ وقت خاموشی نہیں۔ ہتنگام بدبختی نہیں لے اب پیرتہم کی خسرو نہ ہو شہ جانی کا در

اے سلیم شوریدہ سر

دجال کی فرستیاں۔ کانے کی چیر و تیاں غارتگری کی بتیاں۔ برباد ہوں گوشتیاں

گر یہ میں تیری پستیاں

فتاویٰ

مسئلہ از سہارنپور روزہ مولوی ایسرا تھا نقی صاحب امام مسجد جامع ہشتوال^{۱۳۱۱} سے
 ماقولکہ رحمت اللہ علیہ اس مسئلہ میں کہ ایک بزرگ کی قبر حاتم اور اس اہل قبر سے اوکے
 مستقدین کے لیے کنال درجہ کا فیض مثل اویسہ کے اور حصول تسکین قلب و مراقبہ و اشغال
 منصوبہ گرچہ کہ موسم پر سات میں بہا عث آب و سیلاب کے اور دیگر مواسم گمراہ و غیرہ میں
 معتقدین کو دہاں بیٹھنے کی بہت تکلیف رہتی ہے پس اگر معتقدین مذکورین واسطے اپنے
 استفاضہ عزیت کے اس قبر کے گرد اگر دو چترہ پختہ اور چار دیواری پختہ بنا دیوں
 اور اوپر سے کھلی ہوئی رکھیں اور قبر کو حاتم بنو دین تو جائز ہے یا نہیں بینوا تو جروا۔

الجواب

صورت مذکورہ فی سوال جائز ہے ائمہ دین نے فرارات حضرات علما و شایخ
 کرام قدس سرہم کے گرد زمین جائزہ تصرف میں اس غرض سے کہ زائرین
 و مستفیدین راحت پائیں عمارت بنانا جائز رکھا اور تصریحات فرماتیں کہ علت منع
 نیت فاسدہ یا عدم نائدہ ہے تو جہاں نیت محمود اور نفع موجود منع مقصود و تفضیل صبر
 و تحقیق اغراض مسئلہ میں یہ ہے کہ اگر پہلے عمارت بنائی جائے بعدہ اس میں فن
 واقع ہو جب تو مسئلہ بنا علی القبر سے متعلق ہی نہیں کہ یہ اقبالیٰ البنا ہونہ بنا
 علی القبر علامہ طرابلسی برہاں شرح مواہب الرحمن پھر علامہ حسن شرنبلالی غنیۃ
 دومی الاحکام پھر علامہ سید ابوالسعود ازہری فتح القادریین پھر علامہ شیدا احمد
 مسری حاشیتین و رواقی الفلاح میں فرماتے ہیں واللفظ للخنبة قال قال

یحمرا البناء علیہ للزینة ویکره للاحطام بون الدفن والدفن فی مکان بنی قبلہ
 قبلہ لعدم کون قبلاً حقیقۃ مد ونداء اور اگر دفن کے بعد تعمیر ہو تو اسکی دو
 صورتیں ہیں۔ ایک کہ کونفس قبر پر کوئی عمارت چنی جائے اسکی ممانعت میں اصلاح شک
 نہیں کہ سقف قبر و موائے قبر حق میت ہو معہذا اس فصل میں اسکی امانت و
 اذیت یہاں تک کہ قبر پر بیٹھنا چلنا ممنوع ہو انکہ عمارت چنا ہمارے بہت علماء و مرید
 قدست اسرار ہم نے احادیث و روایات نہیں عن الینار سے یہی معنی مراد ہے اور فی الواقع
 بنا سے القبر کے حقیقی معنی یہی ہیں کہ قبر کوئی مکان بنانا یا حیل القبر نہ کہ علی القبر
 بیسے صلۃ علی القبر کی ممانعت صماہ بجنب القبر کو شامل نہیں کہ انص علیہ (تعالیٰ علیہ
 ویدناہ فی فتاویٰ وینا امام فقیہ النفس فخر الملة والدين اور جنیدی خاتیرہ میں فرماتے ہیں لا یخص
 القبر لماروی عن التبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ نعھی عن التخصیص و
 التخصیص وعن البناء فوق القبر قالوا اراد بالبناء السقف لاذی یجعل علی القبر
 فی دیارنا ماروی عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ انہ قال لا یخص القبر ولا
 یطین ولا یرفع علیہ بناء و سقف امام طاہر بن عبدالرشید بخاری خلاصہ میں فرماتے ہیں لا یرفع
 علیہ بناء قالوا اراد به السقف الذاذی یجعل فی دیارنا علی القبور و قال فی الفتاویٰ
 الیوم اعتادوا السقوط رحمانیہ میں نصاً بلا اعتبار سے ہے لا یجوز لاهدان بنی فوق
 القبور بیتاً او مسجداً کان موضع القبر حوالہ القبور فلا یجوز لاحد التصرف فی
 ہواء قبرہ ہندیہ میں ہے یا شام بوطء القبور لان سقف القبر حوالہ میت و درجہ
 یہ کہ اگر کوئی چہرہ یا مکان بنایا جائے یہ اگر زمین ناجائز التصرف میں ہو جیسے ملک غیر پر
 اذن مالک یا ارض وقف بے شرط و وقف تو اسوجہ سے ناجائز ہے کہ ایسی جگہ تو مسجد بنانی بھی

جائز نہیں اور عمارت تو وہ ہے ولذا افضل ہے، طرقاتہ عن الازہار ان النہی للمحرمات
 المقبرۃ المسبلۃ وانہ یجب الہدم ون کان مسجد یومس اگر بیت فاسدہ وشلانہ
 وفاقہ خیر سے امر کے قبور پرانیہ رفیعہ بصارف وسیعہ اسی عرض سے بنائے جائے یہ تو یہ
 مناسبت مندرجہ کما مر عن البرہان ومثلہ فی نود لایضاح وغیرہ سیطوح جہان بنیاد
 محض جو جیسے کوئی قبر کسی بن میں واقع ہو جہاں لوگوں کا گزر نہیں یا عوامہ غیر صلحا کی قبور
 جن کے کیا عقیدت کتبہ بہت تبرک و ارتفاع اولیٰ مقابر ہو جائیں نہ اونکے دنیا داروں سے
 امید کہ وہی جائے گرمی برسات مختلف موسموں میں بقصد زیارت قبر و نفع رسائی میت
 دیان جا کر بیٹھا کرینگے قرآن و ذکر میں مشغول رہینگے یا بروجہ جائز قراءہ وذاکرین کو وہاں
 مقرر کھینگے ایسی صورت میں بوجہ اسراف و اضعاف مال نہیں ہی علمہ تو پریشانی فرماتے
 ہیں منہ عن لعدام الفائدة فیہ مجمع بحار الانوار میں ہے منہی عنہ لعدام الفائدة
 مرقۃ میں ہے وقال بعض الشراح من علمائنا ولا ضاعۃ المال جہان ان سب محذور
 سے پاک ہو وہاں ممانعت کی کوئی وجہ نہیں و ہذا مولانا علی قاری نے بقول کلام
 مذکور پریشانی فرمایا قلت فیستفاد منہ انہ اذا کانت الحیۃ لفائدة مش ان
 یعدا القلاء تحتمہا فلا تكون منہیۃ قال ابن الہمام و اختلف فی اجلاس
 القارئین لبقرۃ عند القبر والمختار عدم الکراہۃ شیخ الاسلام کشف الغطاء میں فرماتے
 ہیں۔ اگر عرضے صحیح و اشتر باشد دوران پاک نیست بان چنانکہ ورنہ بئسے قبر بہت
 آسائش مروم و چراغ افزون و مقابر بقصد و نفع ایذا کے مروم اتنا پہلی راہ دشواری
 کفایت اندک تا یفہم شیخ الشیخ عجم بخاری شریف میں ہے عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہا عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال فی مرضہ الذی مات فیہ

لعن الله اليهود والنصارى اتخذوا قبورا انبياءنا لمجد مسجدا قالت ولولا ذلك
 لا برزوا قبورهم علامه مظالمی اشاد السامی میں زیر حدیث مذکور لکھتے ہیں لیکن
 یہ بزرگ ای لہر یکشفوا بل بنوا علیہ حائل الخ جذب القلوب شریف میں فرمایا
 چون دفن سرد انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم موجب حکم الہی ہم در حجرہ شریفہ
 شد عایشہ صدیقہ نیز در خانہ خود ساکن رہے بود و میان او و قبر شریف پردہ نبود و
 در آخر سبب برأت و عدم تماشی مردم از در آمدن بر قبر شریف و برداشتن خاک از آن
 خانہ را دو قسم ساخت و دیواری در میان خود و قبر شریف کشید و بعد از آنکہ امیر المؤمنین
 عسکری مسجد زیادہ کردہ حجرہ را زخشت خام بنا کرد و زمان حدوث عمارت و لید ابن حجرہ
 ظاہر بود عمر بن عبدالعزیز حکم و لید بن عبد الملک آن را ہدم کردہ بچارہ منقوشہ بر آورد
 و بر ظاہر آن حقیقہ دیگر بنا کرد و پچکدام ازین دو را در سہ نگارشت از عودہ روایت میکنند
 کہ وے بعمر بن عبدالعزیز گفت اگر حجرہ شریفہ را بر حال خود گزارند و عمارتے گرد
 آن برارند احسن باشد الخ لاجرم اللہ کرامتے گرد قبور علیا و مشایخ قدست اسرار ہم
 اباحت بنا کی تصریح فرمائی علامہ ظاہر قفنی بعد عبارت مذکورہ فرماتے ہیں۔ وقد اباح
 السلف البناء علی قبور المشایخ والعلماء المشہورین لیزورہم الناس ویستویحوا
 بالجلوس فیہ بینہما سیطرح علامہ علی قاری کی نے بعد عبارت مسطورہ ذکر فرمایا کہ
 وقد اباح السلف البناء الخ کشف الغطاء میں ہے در مطالب المؤمنین گفت کہ
 مباح کردہ اند سلف بنا را بر قبر مشایخ و علماء مشہورہ نامہ مردم زیارت کنند و استراحت
 نمایند بجلوس در آن ولیکن اگر برائے زینت کنند حرام است و در مدینہ مطہرہ بنائے قبہا
 بر قبور اصحاب در زمان پیشین کردہ اند ظاہر آنت کہ آن بہ تجویز آن وقت باشد

وہ برآمد نور انحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نیز قبۃ عالی ست نور الایمان میں ہے۔
 قد نقل الشیخ الدہلوی فی المدارج عن مطالب المؤمنین ان السلف اباحوا
 ان یسئلی علی قبر المشائخ والعلماء المشہورین قبۃ لیحصل الاستراحة
 للزائرین ویجلسون فی ظلہا وھکذا فی المقاییم شرح المصابیح وقد جوز
 اسمعیل الزاہدی اذنی من مشاہیر الفقہاء علامہ سید محمد طحاوی نے حاشیہ
 مراقی الفلاح میں صراحت فرمایا کہ اسمین کچھ کرہت بھی نہیں جیسا کہ قال فی مسألہ
 الدفن فی الفساقی ان فی نحو قرافۃ مصر لایثاتی ودفن الجماعۃ
 لتحقق الضرورة واما النہاء فقد تقدم الاختلاف فیہ واما الاختلاف
 فللضرورة فاذا فعل الحاجزین الاموات فلا کراہۃ نہایت یہ کہ امام اہل
 ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ غزنی نے تراشی سے تنویر الابصار وجامع البحار پھر علامہ محقق
 علاء الدین محمد دمشقی نے شرح تنویر پھر فاضل جلیل سیدی احمد مصری نے حاشیہ مراقی
 میں تصریح و تقریر فرمائی کہ قول جوازی مختار و مفتی بیست و ہذا لفظ العلامۃ
 الغریبہ لا یرفع علیہ بناء و قیسل لا باس بہ وھو المختار اہ بعد تصریح صریح
 افتاء و ترجمہ مجال کلام کیا ہے۔ ہکذا ای یعنی تحقیق المقام بتوفیق الملک المنعم
 العلام و بہ یحصل التوفیق بین کلمات الاعلام واللہ سبحانہ و تعالیٰ
 اعلم و علمہ جلیجۃ اسم و احکم (و تخطا عن حضرت قبلہ قدس سرہ)

مسئلہ

۱۵۔ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۲ ہجری

علمائے شرع شریف اس بارہ میں کیا فرماتے ہیں کہ جو عورت بعارضہ دروزہ فوت

ہو جائے اس طرح پر کہ یکیشکم میں تلف ہو جائے اور صرف ایک یا تھو اوس کا باہر آئے۔ دس بارہ پہر تک تکلیف میں پڑی رہے اور شب آدینہ میں انتقال ہو جا
 تو اوس عورت کو کچھ اجر ملے گا یا نہیں اور جو کوئی اوس مسلمان میت کو جو اس صدرہ
 میں مری ہو بھوت پریت سے نسبت دے اوس کو کیا کہنا چاہیے اور کیا حکم
 سے بیٹھا و توجروا۔

الجواب

جو مسلمان عورت اس طور پر مر جائے وہ شہید ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں والمرأة تموت بجمع شہید رواہ الائمة مالک
 و احمد و ابو داؤد و انسانی و ابن ماجہ و ابن حبان و الحاکم عن جابر بن عتیق رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ قال الامام النووی حدیث صحیح۔ علما فرماتے ہیں المعنی ان ماتت من
 شئی مجموع فیہا من غیر منفصل عنہا من حمل او بکا وقالہ الامام السیوطی
 نقلہ الشامی یوں ہی جو مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی شب میں مکی جمعہ کو جمعہ ہو
 انتقال کرے وہ بھی شہید ہے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 فرماتے ہیں۔ من مات لیلة الجمعة او یوم الجمعة اجر من عذاب القبر
 وجاء یوم القيامة و علیہ طابع الشہداء جو جمعہ کے رات یا دن میں
 مرے اوسے عذاب قبر سے پناہ دی جائے۔ اور قیامت میں مہر شہادت کے ساتھ
 آئے رواہ ابو نعیم عن جابر عن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ یہ عورت انشاء اللہ
 تعالیٰ شہید کا اجر پائے گی اوسے بھوت پریت سے نسبت دینے والے
 جھوٹے کذاب مستحق عذاب عاصی گنہگار اور اس مسلمان میت کے حق میں گرفتار

ہیں اور پر توبہ لازم ہے۔ ابھی کہ کچھ پیدائش ہو اٹھا یہ بی بی حالت نفاس کو بھی نہ پہنچی تھی یوں بھی پاک صاف تھی کہ جب تک کچھ کا کثرت نہ باہر نہ آئے عورت نفاس نہیں ہوتی کما فی الدر و خیرا تو یہاں تو اس جاہلانہ بلکہ سہدوانہ خیال کی بھی گنجائش نہ تھی جو بے وقوف عورتوں گنواروں میں مشہور ہے کہ زچہ پن میں جو عورت مرے وہ بھوت ہو جاتی ہے حالانکہ یہ خیاں بھی شیطانی سے نفاس میں مرنے والی عورت بھی شہید ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الطاعون والغزاة والبطن والحرق والنفاس شہادۃ لانتہی طاعون و زونا و پھیٹ کی بیماری اور جل کر مرنے اور نفاس والی عورت یہ سب میری امت کے لیے شہادتیں ہیں۔ رواہ احمد والبیہقی فی الکبیر والنفیر فی المختارۃ عن صفوان بن ایوب عن ابي عبد اللہ عن عبد بن حسن در مختار میں ہے شہید الاخرۃ الغریق والحرق والضرب والمجد و علیہ المبطون والمطعون والنفاس والمیت لیلۃ الجمعة الخ و مختار میں ہے ظاہر ہے سواء ماتت وقت الوضع او بعدة قبل القضاء حلۃ النفاس و عجیب جہالت ہے کہ شہیدوں کو بھوت بتائیں والعیاذ باللہ تعالیٰ و اللہ اعلم

مسئلہ از بگرام ضلع ہر دوئی محلہ سیدانپورہ مرسلہ حضرت سید ابوسلم
بیان صاحب ۱۴۔ رمضان المبارک ۱۳۱۰ھ ہجری۔

ترقی دنیا و دین کے لیے دو دعائیں جو منظر الیکرات مارہرہ میں تھیں انہیں
لکھ دی ہیں ایک تو لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین بزمیت جناب حضرت

موسیٰ کاظم سلام اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آباءہم الاعظم اور دوسری دعا شاید یہی
 سبحن اللہ و بجدہ سبحن اللہ العظیم استغفر اللہ جو مدت طلوع
 صبح صادق پڑھی جاتی ہے یہ جوینے لکھیں یہی حضور نے لکھیں یا کچھ اور
 بینوا و توجروا۔

اجواب

یہی ہیں پہلی دفع فقر و وحشت قبر و شدت حشر کے لیے ہے ہر روز
 و شب سو بار۔ پڑھی جائے اور دوسری حصول غنا کے لیے صبح صادق کے
 وقت سو بار۔ ہر دعا کے اول و آخر درود شریف جس قدر ہو سکے کہ دعا کے
 پر ہیں بے اسکے کوئی دعا بلند نہ ہونے پاتی۔ کما قالہ سیدنا ابراہیم
 عسر الفاروق الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

تبلیغ اسلام

(لاحق سابق)

تفسیر غزالی میں کریمہ مذکورہ کی تفسیر میں ہے۔ تأمرون بالمعروف و نہون
 عن المنکر هذا كلام صحت لف والمقصود منه بيان علته ملك الخيرية
 و تسم غيبر امته كما تقول زيد كريم يطعم الناس ويكسوهم و يقوم
 بمصالحهم و المعروف هو التوحيد و المنكر هو الشرك و المعنى تأمرون
 الناس بقول لا اله الا الله و تنهونهم عن الشرك يعني ارشاد بارتقاء
 تأمرون بالمعروف، لہذا کلام ابتدا ہی ہے اور اس سے مقصود اس آیت کے
 غیر الاعم ہونے کی علت اور سبب کا بیان کرنا ہے جیسا کہ تم کہتے ہو زید کریم ہے ایسے
 کہ لوگوں کو کھانا کھلاتا اور کپڑے پہناتا اور ان کے اور حوائج و مصالح کا کفل کرتا ہے
 اور معروف سے مراد توحید اور منکر سے مراد شرک ہی اور معنی کریمہ یہ ہیں کہ تم بہترین
 امت ہو جو لوگوں میں ظاہر ہو میں حکم کرتے ہو لوگوں کو لا اله الا الله کہنے کا اور کہتے ہو
 انہیں شرک سے ایسے ہی ارشادات کی تعمیل میں ہمارے اسلاف کرام کا ایک ایک
 فرد بجائے خود تبلیغ اسلام بنا ہوا تھا علماء کرام اور صوفیہ عظام کے مقدس گروہ کا
 تو تبلیغ اسلام خاص مقصد حیات باہمی اور آج بھی مخالفین اسلام کے وعاد کے علی الرغم
 تائید شہادت دی رہی ہے کہ اطراف و اکناف عالم میں تبلیغ اسلام کا مقدس فرض جاری
 اسی برگزیدہ طبقہ کے پرسکوں روحانی قوتوں کے ذریعہ انجام پڑ رہا ہے۔ اور انہیں لو
 کی تلوار اور نیزہ سے خالی ہاتھ مجاہدین اسلام کے گھر سے گھر کفار و مشرکین کے ذہن کو دھڑکے

اپنی عشق و محبت الہی کی روحانی آگ سے "بسم کر کے اون کے قلوب کو ایمان و توحید کے انوار سے ایسا روشن و جلیے فرما دیا ہے کہ اون کی ضیاء ایک عالم پر ہی ضیاء بار ہے۔

گر تبلیغ اسلام کو اسی مقدس گروہ پر منحصر نہیں تھی بلکہ عیسائیاں اور ہندی و استہنی اپنی حیثیت کے مطابق تو لا و عملاً اس فریضہ دینی کو انجام دیتا تھا۔ ہمارے تاجر جو مالک دور و راز میں تجارت کے پئے جاتے تھے اپنے مال تجارت گیا تھا اس میں دولت گردانی سے بھی اون مالک کے باشندوں کو مال کرتے تھے۔ ہمارے ہی سرفہرستہ ماسیچر پاؤں اگر اپنے پیشہ کا کام انجام دیتے تھے تو ساتھ ساتھ زبان حق کا اعلان کرتی تھی۔ جانین خسیج کر سکتے والے اس راہ میں اپنی جانین قربان کرتے تھے اور رکھنے والے خدا کی راہ میں اس کے دین کی تبلیغ و اشاعت میں خدا ہی کے وہی ہوس مال و زر کو دل کول کر خرچ کرنا اپنی سعادت دارین جانتے تھے۔ عرق پر نہیں انہی اپنی کے موافق داسے پڑتے۔ قدمے۔ سخنے جس سے جس طرح بن پڑتا تھا اس فریضہ دینی کے انجام دہی میں دریغ نہ کرتا تھا جو لوگ اور کسی طرح اس فریضہ کے انجام دینے کی بیافت نہ رکھتے تھے وہ بھی اسلام کے احکام کی عملی تمہیل و ادائیگی سے ناواٹھو نہ کہ اسلامی احکام کے محاسن و فقہائل۔ سادگی و پاکیزگی۔ سہولت و نفاست رکھا کر ایک حد تک اس فرض کی بجا آوری کر ہی لیتے تھے۔

گروائے برہمچاریاں اگر تبلیغ دین و اشاعت اسلام میں اپنی جان و مال و زندگی نہ کرتا تو آنگ رہا آج ہمارے علماء و دین کی خدمت و محبت سے دور ہی بلکہ مذہب اور علم دین سے روز افزوں جہالت اور احکام دین کی بجا آوری سے دن دوئی اور

راست پر گئی کستی و غفلت نے ہمیں اس لائق بھی نہیں رکھا کہ احکام دین کی عملی
تعمیر سے بغیر کہ سلام کے محاسن و فضائل پر نظر ڈالنے کا موقع دیکر تبلیغ اسلام کی
وہ ہیں ترین صورت ہی جس میں ذرا بھی نہ جان جو کھوں۔ نہ ایک تہہ کا خرچہ ادا کر کے
اسلام دینی فریضہ سے کچھ عہدہ برائی کر لیں۔ ایسی حالت میں یہ اسلام کے صدق
و تقاضا کا ایک واضح درویش برہان ہے جو وہ آج بھی محض تائید نبی و مہذبانی
سے رو رہا تو بگو کہ ابھی طرف کھینچے ہوئے ہے اور برابر کثیر و کثیر نشانیہ مان
ہو۔ یہ راستہ کو اپنے جام و نمان و تومید سے سیراب کرتا ہے۔ مگر ہمارے لیے
توبہ و مسرت کا مقام ہے کہ ہم اپنے ایسے دین متین کو جسے ہماری فلاح و آریگا
زیادہ اور خدا یا برکت کے احکام و اہم و نوا ہی پر عملداری قطعاً دنیا میں عزت اور عقبت میں
اسد و ذلیل کی رحمت و مغفرت کا سبب ہے اس طرح چاروں طرف سے اعدائے
اسلام کے شدید ترین زخموں میں دکھ کر بھی غفلت کی نیند سے نہیں چونکتے۔
اور اس پر سے دشمنان دین کے حملوں کی مدافعت کے لیے جس میں خود ہمارا راز
حیات مضمر ہے ہاتھ پاؤں نہیں ہلائے اور اب بھی علم دین سیکھ کر احکام دین سے
واقفیت اور اون کی تعمیل اور دوسروں میں اون کی نشر و اشاعت ترغیب و تبلیغ
کی جدوجہد نہیں کرتے ہم خود اپنے ہی ملک اور اپنے ہی شہروں بستیوں میں
آنے دن یہ روح و سانسناظر دیکھتے ہیں کہ دشمنان دین بہت سے جہال کو جو مسلمان
کہلاتے ہیں اون کے احکام دین سے جہالت اور اپنے طرح طرح کے کرو فیہ اور
زور و زور کے دباؤ اور لالچ سے متاثر بناتے چلے جاتے ہیں۔ مگر ہمارے کانوں پر جو
نہیں رہتی جو ہضم و لیاست و حرمت میں اسرار دین کے لیے لاکھ کو لیسکہ برا نہیں سمجھتے

دوستی سے سخت جان و سامعصاب و مشکلات نہایت خوش خوش برپا شدت کرتے ہیں۔
مگر دین کی خاطر ہم لیکھ کو لاکھ اور رائی کو پہاڑ بنا لیتے ہیں اور وہی مشکلات ان سے
گڑھ گڑھ کر ادا ان سے خواب میں چونک چونک پڑتے ہیں۔

افسوس مسلمانو آج تمہاری یہ کیا حالت ہو گئی کیا تمہارے ہی اسلام میں ایسے
برگزیدہ نفوس نہیں ہو گزرے جو علم دین اور وہ بھی محض ایک حدیث سننے کی خاطر
سخت دشوار گزار اور کٹھن منزلوں کی بادیہ پیمانی محض اس لیے گوارا کیا کرتے تھے
کہ علم دین اور وہ بھی صرف ایک حدیث اور ان کو مل جائے۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کی خدمت میں مسجد دمشق میں ایک صاحب حاضر ہوتے ہیں اور عرض کرتے
ہیں میں آپ کی خدمت میں مدینہ منورہ سے محض اس لیے حاضر ہوں کہ مجھے
خبر ملی ہے کہ آپ کے پاس حضور سرکارِ رسالت علیہ السلام والحدیث کی ایک حدیث ہے
اور آپ سے سنوں اس کے سوا اور کوئی حاجت مجھے یہاں نہیں رہتی۔

(مشکوٰۃ شریف) خیال فرمائیے مدینہ منورہ حجاز شریف میں اور دمشق شام میں۔
کتھن طویل سفر لوں کا فاصلہ۔ اور عرب کا سوا دشوار گزار۔ کویسٹمانی ملک اور اب سے
سیکڑوں برس پہلے کا زمانہ اور اس وقت کے ایسے ملک کے استقدر طولانی سفر کا تصور
بھی کرتے ہوئے اب ہماری سی پست ہمتیں جھکتی ہیں مگر اس زمانہ کے پھر مسلمان
تختیل علم دین کے پچھے ذوق و شوق میں صرف ایک حدیث سننے کی خاطر ان سب
صعبوتوں اور مصیبتوں کو نہایت خوشی خوشی جھیل جاتے تھے۔ بات یہ تھی کہ وہ آدمی
ہی اوستے جانتے تھے جو عالم ہو۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا۔ "من الناس"

آدمی بن گیا۔ اور آیا العلماء علماء (احیاء العلوم) پہر ہی نہیں کہ انہیں خود عالم
 شہداء اور شہداء ہو بلکہ دوسروں کو عالم بنانے اور دین پہنچانے کا بھی انہیں اس
 ذوق تھا کہ حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بار شہر عسقلان اشرف
 کے گئے اور وہاں تین دن تشریف رکھی مگر اس عرصہ میں کوئی شخص اسے کوئی دینی
 مسئلہ پوچھنے دین کا علم حاصل کرنے نہ آیا۔ تو حضرت نے بعض حضار مجلس سے
 فرمایا ہمیں کوئی سواری کرایہ کر دو تاکہ ہم یہاں سے چلے جائیں اس شہر میں معلوم
 ہوتا ہے کہ صومریاں والے ایسے کہ کوئی علم دین کا سائل نہیں تو ہم ایسے شہر
 میں نہیں چھوڑنا چاہتے (احیاء العلوم) نیز حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابی بن حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ کو ایک بار روتے ہوئے دیکھا۔ میں نے روتے کا سبب دریافت کیا۔ تو
 حضرت نے فرمایا کہ مجھے یہاں کی یہ حالت رولا تھی ہے کہ یہاں کوئی ایسا شخص نہیں
 جو ہم سے دین کی کوئی بات پوچھے۔ اور ہم اسے بتائیں (احیاء العلوم)

آج بہت ضرورت ہے کہ ہمیں ایک طرف علم دین حاصل کرنے اور دین کے
 فدا کرنے کا وہ جذبہ صاف دیکھنے اور مدنی صاحب کو مدینہ منورہ سے دمشق میں
 سخت کٹھن دشوار گزار منزلیں طے کرنا صرف ایک حدیث سننے کی خاطر حضرت ابوالدرداء
 کی خدمت میں حاضر کرنا یا تھا۔ دوسری طرف دین پہنچانے اور علم دین سکھانے کا وہ ذوق
 و ولولہ پیدا ہو جسے حضرت سعید بن المسیب کو ایسے دہاروں و دھاروں رولا یا تھا کہ اونکے
 پاس کوئی دین لینے اور علم دین سیکھنے نہیں آیا۔

(سید محمد بیان کاوری برکاتی ماہری)

کِتَابُ التَّلَاقِ لِمَنِ ط

لاحق سابق

مثلاً پیاس کا سبب حرارت کا اعتدال سے تجاوز ہونا ہے لہذا اوسکو کم کرنے کے لیے پانی درکار ہے۔ اسی طرح معمولی مثالوں سے گزر کر نفس انسانی کا مطالعہ کیجیے جب بھی یہی نکتہ واضح ہوگا تشنہ علم کو طلب علم کیوں پیدا ہوتی ہے اس لیے کہ اوسکا یہ جذبہ (کسی وجہ سے) دوسری قوتوں پر غالب آجاتا ہے۔ اوسکو اعتدال پر لانے کیلئے نہ صرف کتاب کا مطالعہ کرنا ضروری ہے بلکہ ایسی کتابوں کے ساتھ ساتھ دوسری قوتوں کی تربیت بھی لازمی ہے ورنہ یہ جذبہ افراط پر پہنچے گا۔ بجائے صفت کے نقص ثابت ہوگا۔ اس آخری مثال سے یہ واضح ہو گیا کہ تشنہ علم کی فطری پورا کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ ہر صورت میں طبیعت جس طرف تامل ہو وہی سامان بہم پہنچایا جائے۔ نہیں بلکہ یہ دیکھنا ہوگا کہ اوس سامان مہیا کرنے سے اعتدال حاصل ہوگا یا نہیں۔ در صورت اول وہی سامان بہم پہنچانا ضروری ہے جیسے پیاسے کو پانی بر تقدیر آخر دوسری قوت کی تربیت ضروری ہوگی جسے جذبہ انتقام کہ اوسکو اعتدال پر رکھنے کیلئے سخت احتیاط کرنا ہوگی اور افراط و تفریط سے بچانا ضروری ہوگا۔ تو ہماری تقدیر کا حاصل یہ نکلا کہ کسی چیز کو صحیح مرکز اعتدال پر لانا ہی حتمی ہے۔ اب ہلکویہ دیکھنا ہے کہ نبی فرخ انسان کیلئے کیا رحمت ہے۔ ہماری تقریر کی بنا پر نوع انسانی کیلئے ہی رحمت ہے کہ اوسکو افراط و تفریط سے نکال جائے اور سبب اعتدال پر لکھ دیا جائے اور افراط و تفریط کیا ہے اگر غور سے دیکھا جائے تو نام شریک و کفر اور تمام افعال فطریہ افراط و تفریط کا انداز ہے۔ خدا کی رحمت ہی کا ہر سبب ہی افراط ہی ہے یعنی ہر ضرورت کا پورا ہونا ہی فطریہ اعظم ہے۔ خدا کی رحمت ہی ہے کہ انسان کو افراط و تفریط سے بچانے کے بعد افعال فطریہ میں داخل ہیں۔

تو رحمت کا مفہوم یہ نکلا کہ یہ وہ صفت ہے جو جہاں اقتضایہ ہے کہ مروجہ کو اعتدال پر لاکر
صراطِ مستقیم کی طرف سے رہبری کی جائے بلکہ اعتدال ہی صراطِ مستقیم ہے جسکی مفصل بحث
علامہ ودائی نے اخلاقِ جلالی میں کی ہے۔

اس مفہود کو پیش نظر رکھ کر جب ہم رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی میرتِ پاک کا
مطالعہ کرتے ہیں تو ہم غیر وز کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے کہ دنیا کو اس ذاتِ گرامی نے
پیسے عتدال کی طرف رہبری کی اور سیکم حقیقی کے نائب پچھے طیب روحانی کے سطح
عالم کی بعض شناسی کی۔

ناچ اسلام کا ادنیٰ خادم اس زمانہ کی بے اعتدالی سے واقف ہوجو قبل بعثت
تصور قدم صلی اللہ علیہ وسلم پھیلی ہوئی تھی۔ کسی جگہ ہزاروں خداؤں کی پرستش کی جاتی
تھی۔ کہہ کر مطلقاً خدا کی ہستی کا انکار کیا جاتا تھا۔ کہیں اسکے اولاد مانی جاتی تھی۔
ذاتِ نضرہ سرکہ کی کوئی شاخ ایسی نہ تھی جسکے پیرو موجود نہ ہوں۔ اسی طرح اون کے
اعتدال و نظریہ کو نظر ہر ہوگا کہ وہ کسی بے حیائی اور شرمندگی کا زمانہ تھا جسکو بیان کرتے
ہوئے کہے سہمی بھی شہرا حیاتی ہے۔ بات بات پر لڑنا۔ معمولی بات پر جھون
جنگ کا جاری رہنا اون کی طبیعت شانہ جو کل تھی۔ اونہیں نہ جذبہ پیدروی باقی تھا
رحمت ہمایہ۔ نہ اخوت قومی اور نہ تعلقات مذہبی۔ مختصر یہ کہ کوئی عادت حسد اونہیں
موجود نہ تھی۔ اگر وہ زمانہ کو تاریکی۔ جہالت۔ نفس پرستی۔ خود غرضی۔ غرض فہرل
قبیح کا ہوا۔ وہ کہا جائے تو نامناسب نہ ہوگا۔

یہ حالتیں رحمتِ الہی جو اون کے شرک و کفر کی وجہ سے اون سے منقطع
ہو گئی تھی پھر پورے تاریکی ہے۔ تاریکی اور جہالت کی گھنگھور گھنٹائیں آفتابِ فضل و ہدایت

پھٹ جاتی ہیں۔ دنیا انگریزی لیسکر اپنا بوسیدہ لباس پارہ پارہ کر ڈالتی ہے۔ سلام منورہ و روشن ہوتا ہے۔ کفر و شرک نیست و نابود ہو جاتے ہیں۔ غرض یہ کہ دنیا صحیحہ دنیا را خداوند آجاتی ہے یعنی رحمت مجسم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا میں بروہ ہوتا ہے۔ و عالم سیک کبتا ہوا اپنے رحمت والے اقا کے قدموں پر گر پڑتا ہے۔ اہل علم علیہ سیدنا و مرقدنا محمد صلی اللہ و صحبہ و بارک و سلم۔

کیا رحمت فرمائی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے ساتھ۔ یہ نہ، انوار، ایک خدا کا پرستار بنایا۔ یہ کہ جہالت کو دور کیا۔ یہ کہ عادات سنہ اول میں بھر دیے۔ یہ کہ افعال قبیحہ سے اسطرح اونکو نفرت دلانی کہ اون کے ارتکاب کا خیال تک اونکو بغوں میں نہ رہا۔ غرض یہ کہ اعتدال کا وہ رنگ جمایا کہ دنیا اسکی نظیر نہ پیش کر سکی ہے اور نہ کر سکے گی۔

یہی شان رحمت یعنی اعتدال پسندی حضور کی زندگی میں مختلف رنگوں سے ظاہر ہوئی۔ کہیں شان جمال میں اور کہیں شان جلال میں۔ اگر شان جمال یعنی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مبارک کا فعل رحمت خالص نظر آتا ہے اپنی امت پر خصوصاً اور عالم پر عموماً شفقت و رحمت حضور کی زندگی کا ہر حصہ پیش کرتا ہے۔ کیا دنیا میں اس سے زائد رحمت کی مثال مل سکتی ہے جسکی نظیر حضور نے تمام لٹائیوں میں پیش فرمائی۔ تمام عالم کی تاریخ کی ورق گردانی کرناؤ۔ ہر قوم کے پیشوا کی سوانح پر ہر آدمی اس شخص کے واقعات زندگی پر غور کرو جسکو دنیا بڑا آدمی تسلیم کر چکی ہے۔

لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مروجہ کی نظیر ہرگز نہ مل سکتے۔ دنیا کی تاریخ کی کسی شان میں کوئی بشر اس شان رحمت کا نہیں ملتا۔ اس شان رحمت کا بیان مفسرین اور محدثین اپنی بنی نظیر کتابوں میں بیان فرما گئے ہم چند واقعات پر اکتفا کرتے ہیں تاکہ مضمون طویل نہ ہو اور اسکے ساتھ ایمانی

دنوں کے بچنے اور غلطیوں سے بچنے کے لئے نرم نرم جھوکوں سے ٹکنتہ ہو کر اپنے تحت والے آقا پر درود و سلام نہا کرے اور انکی تعالیمات پر کرا رہتا ہو نیکاً عرض بالجزم۔

اصحیٰ ثانی جو گھمسان کی جنگ ہو رہی، اسلامی پروا شیعہ بزم رسالت اہل بیت علیہم السلام کے گرد جمعیت کے عالم میں بچھو کر تار بوز رہی ہیں۔ کفار مذہبی اور حشیانہ نظریہ سے متاثر کر رہی ہیں اور انھوں نے ذات گرامی کو نشانہ بنایا ہے حتیٰ کہ پہاڑ میں تیر لگتے ہیں اور زندان مبارک شہید ہو جاتا ہے۔ کیا کسی فرد بشر کا پائے ثبات ایسی حالت میں جاوے استعانت پر تقویٰ ہو سکتا ہے۔ دنیا کے نامہ آور یہادوں و جنہوں اور فوجی افسروں کے سوا کون سے دین و دنیا کی نیکیوں میں جو کورت علم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سنگین فرمایا۔ تیروں کی بچھاؤ نہ ہو سکتا ہے جس جان کے خطرہ میں کسی کی جان پر ہوا دعا ہے۔ کسی ایسی میری قوم کو بد میت قرار دیا گیا کہ وہ بھوک پی پی فنی نہیں۔ اسد سے جسکی حرکت اب کیسا تھا، بابت وابستہ تھی اگر یہ دعا فرماو تیا جو ایسے وقت میں تحمل تھی تو دعا مانگنا نہیں تھا۔ تیرہ کر جاتے لیکن ایک طرف تو نشانہ چال کا منظر دکھو، درود و سجدوں کو دہری استعمال کیسے کرتے رہیں گی جیسا بیان اوپر کیا۔

نور کو بچھے مادی اور حقیقی معلم کی رہنمائی، اگر یہ وقت تعلقیں اہل الہی کا واسن نہیں چھوٹا جنگ کا میدان ہو یا علو فنا فتح کی خوشی ہو یا شکست کا افسوس پتا و علم میں فرق نہیں آتا، اور حجت و رسالت کی وہی شان جلال میں نظر آتی ہے اس معظّمی عملی اللہ علیہ وسلم کی ہلکت مذمت سے قطع نہ کر کے جب ہلکا ہو گیا اور یوں مذمت نہ کرے تو اسکی مذمت کی لایہ زنجی وہی نقشہ حجت پیش کرنا کفار علیہ السلام کو نہیں کوئی کفر چوری راستہ میں کا پھیلانا اور کسی ہند سے بچھا۔ گیس گاہوں میں نصیحت، اردوں سے بچھے لیکن تربیت علم نے انکی ساتھ حجت ہی فرمائی۔

یہ جو اسلامی اخلاق کا نمونہ ہے، پشوا کے پیش فرمایا، یہ ہے حجت و رسالت کی شان کمال و علی اللہ تمہارے علی خیر خلقہ و نور عرشہ یہ ناد و مونسنا محمد و علی، اگر وہ محمد و بابک و سلم۔

عز قادی صوفی

(ارتقانی محمد اسحاق نسیمی مدیر رسالہ)

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی عوس کی تائین رضوی عقیدت کیشوں کے لوح خاطر محفوظ رہتے ہیں غلام کیا آقا کو فراموش کرے گا۔ اور مرید کسطرح مرشد کو بہوں سکے گا وہ کہیں بہہ کتنی دور و راز ہون کتنہ ہی بعد مسافت عامل ہو گیا رہہ ہینے تو ماہ صفر کا انتظار کرتے ہیں اور صفر آیا تو بریلی کی طیابیاں ہونے لگیں۔ دل کے دوسے رضوی استہانہ پہنچنے کے لیے محل رہے ہیں۔ قلبی تمنایں درگاہ معلیٰ کی زیارت سکے لیے تشریفی میں نہ نہیں کسی دعوت کی ضرورت۔ نہ طلب کی حاجت۔ سراپا غلب تو وہ خود ہیں حاضر ہی اونکی سعادت ہے انہیں تو کوئی ہٹائے بھی تو نہ ہتھین۔ نکالے بھی تو نہ نکلیں

جنون تو ہوں مگر ہے جنون اٹھارہ میں

صحر سے روز آتا ہوں میں کوئے یار میں

حضرت صاحب بجاوہ دست برکاتہم کی طرف سے کریمانہ دعوت سرستان بادہ محبت کے لیے ایک ایک چھیر ہے۔ اون کے شوق انگیز نفاظ لولون میں خیرگی پیدا کرتے ہیں۔ جنون وارفتگی کا پارہ زہبائی دگری پہنچ جاتا ہے اور انتظار کی ساعتیں کاٹنی مشکل پڑ جاتی ہیں۔ اور پھر دعوت کے انداز کرم خود اسان کر کے خود ہیں۔ منت ہونا غلاموں کے لیے میزبانی کے وسیع اہتمام۔ وسعت اخلاق کے زبرد جاوے۔ مجذوب فدایون کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ احرار ہوشدار۔ اور ہوشیاران ناگزرتا کو بھی اسیر عقیدت بنا کر کھینچ لیتے ہیں۔ ۲۳۔ صفر کو ہلکا ران ریلوے

کے کام میں غیر معمولی زیادتی ہو جاتی ہے۔ چاروں طرف سے آنے والی تمام ترسے نہیں زائرین خوش سے بہری ہوئی آتی ہیں۔ بریلی میں نرالی چھل چھل نظر آتی ہے۔ علماء کرام اپنی شان و شوکت کیسا تھمے شاکردان باادب کے ہجوم میں تشہیف سے ہیں۔ جب وہ سنا سے شریعت کی حیل نصب داری کی شان نہ کریں۔ ہنسی و دست بوسی کو ٹوٹی پڑتی ہے۔ مشائخ عالی مقام مرہا بنی تھمیت پیش۔ و عبادت شہان زادت اندیش کے حلقہ میں رونق افروز ہوئے ہیں۔

سدا جن کہ ہجوم بک دلی کی زیارت کے لیے آرہا ہے۔ درویشانہ لباس سہانت کرام کا نمونہ دکھا رہا ہے۔ ان صداقت پیکروں کی زیارت کے لیے غلے کتیر چشم پر راہ ہے۔ قدم قدم پر عرض سلام۔ مصافحہ اور دیدار فیض آنا کو تھمے کیا جاتا ہے۔ عالی وقار رؤسا اپنے خدم و حشم کے ساتھ ریسانہ شان و شوکت سے حاضر دربار ہو رہے ہیں۔ عام مسلمان اپنے اپنے ذوقِ محبت کے ترانوں سے تر زبان دھوم مچاتے آرہے ہیں۔ زائرین سے رستہ بہرے ہوئے ہیں۔ منٹوں کا راستہ گھنٹوں میں اور گھنٹوں کا راستہ بہروں میں طے کیا جاتا ہے۔

سوداگری حملہ میں آستانہ محلے کے گرد و پیش بہت سکانات خالی کر کر رہا ہے۔ بنا دیے گئے ہیں پہر بھی درگاہ۔ مدرسہ۔ مسجد زائرین سے چرہ ہے۔ چادریں آرہی ہیں۔ منقبت خوانوں کے جلوس اٹھ رہے ہیں۔ اعلیٰ حضرت کا نام نامی جوش و خروش کے ساتھ پکا راجا رہا ہے۔ خدمتِ اسلام میں جس پاک زندگی کا لمحہ لمحہ خرچ کیا گیا ہے آج ایک عالم اور سکا گردیدہ عقیدت و ایسے محبت نظر آتا ہے درگاہ محلے میں ملک کے شہرہ و اعظین اور نامدار افاضل اپنی خوش بیانیوں سے مجمع کو مستفیض فرما رہے ہیں۔

شب کے بارہ ایک بجے تک مجالس و عطر گرم رہتی ہیں۔ ذکر اللہ اور ذکر رسول
 (جل و علاؤینے، اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں ساعات لیل و نهار گزر رہی ہیں مانتی
 کا شوق بھی اتہا کا ہے۔ رات دن وعظ سنتے سنتے ہکتے نہیں تھکا کرنا کیا معنی شوق
 بھی پورا نہیں ہوتا۔ آستانہ معصومے وسیع صحن میں کثرت ہجوم سے ہر وقت
 تگلی ہی ہتی سے اور عجاہ طینی و شوار ہوتی ہے۔ تمام علماء کے اسکا اور روت سکے بیانات
 کے احوال لکھنا تو بہت طول چاہتا ہے۔ مقامی حضرات کے علاوہ بہر و نجات کے
 اچھے علماء کے دلچسپ اور دلپذیر بیانات ہوتے ہوتے، ان میں سے چند نام مندر گوئے کا ذکر کیا
 جاتا ہے۔

(۱) حاجی احمد اور مسکر۔ مارہرہ حضرت عالم جلیل فاضل فیصل سلطان دودھت
 ریہہ فندان غوثیت، حضرت مولانا مویو سید شاہ اور رسول محمد میاں صاحب
 دستبر کا تہج سے نسبت تبلیغ پر اپنی تقریر میں گوہر نشانی فرمائی۔ شیخ و ولیت
 شہید الفاضل بل بیان او یہ ایک فرزند رسول کی زبان بیان اللہ و کسا اللہ
 جمیع نے تہ کی تقریر سے بہت دلچسپی لی۔

۲۱ صاحب جادو کچھوچھو شریف پیر و شفیق پر تنویر غوث اعظم کی تصویر فرزند
 رسول۔ ہنگو شہ بتوال جامع کمالات صوریہ و معنویہ حضرت سر ابراہیم مولانا مولوی
 سید شاہ ابوالحمد محمد علی حسین صاحب شرفی جیلانی دامت برکاتہم کا دیدار ہی
 قلوب پر نورانیت پیدا کرتا ہے حضرت کی شکل و شان حضور پر نور غوث اعظم رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل و شمائل کا نقشہ ہے۔ آنکھ والے جو اس دولت دیدار
 کے دولت دیدار سے متمتع ہوئے ہیں۔ انھوں نے اس پہرہ مبارک کو دیکھ کر

قدسوں سے آنکھیں مل ڈالی ہیں ہمارے پاس تو ہمارے امام پیشواست نام محمد
ملکہ عظیمہ ابرقہ علیہا رحمۃ اللہ تعالیٰ سے سرد العزیز کا ارشاد فیض منیا و بنبرینا
مندی ہے جو ارشاد فرمایا ہے

تسری اور خستہ آئینہ حسنِ خوبان
امو نظر کردہ پروردہ سے محبوبان

حضرت نے اس وقت عبادت بزرگانہ ہدایات ہوتی ہیں جو قلب میں اترتی چلی جاتی ہیں
چھوٹے مبارک کی زیارت اور کلمات طیبہ کی سماعت سے جو فیض روحانی حاصل کرنا
ہے بیان میں نہیں آسکتا۔

(۲۳) مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنی کتاب "تاریخِ اہل حق" میں لکھا ہے کہ مولانا
عبدالحمید صاحب منوطن آئولہ دست برکاتہم آپ اسی ساج و زیارت سے تعلیم
سے فیض پاب ہو کر آئے ہیں اس لیے آپ کا بیان حجاز کے ہتھمیدہ واقعات پر
مشتمل ہونے کی حیثیت سے خصوصیت رکھتا ہے آپ کا مؤثر لب و لہجہ عامانہ
طرز بیان و کوشش تقریر و آپ کے کمالات کے کچھ عجیب نہیں خاص بات یہ تھی
آپ نے اپنے چشمہ دید واقعات کے بیان سے شجارت منظر کا لکھنا کیا دریا فیض
بندوں کی درندگی۔ بے دینی۔ وحشت۔ ظلم۔ فسق و فجور۔ لوٹ۔ ہر کا بیان فرمایا۔

(۲۴) مولوی سید غلام قطب الدین صاحب سہیل سہیل سہیل سہیل سہیل سہیل سہیل سہیل
لقب سے مشہور ہیں اور اپنے طرز بیان کے تراکے داغ ہیں۔ صاحبو تانہ میں آئے ہیں
نے ہماری جماعت میں عرصہ تک مبعوثی خدمتیں انجام دی ہیں۔ آپ نے تبلیغ کی کوشش
پر دلچسپی فریاد اور مؤثر تقریر فرمائی۔ آپ کا انوکھا طرز بیان بہت عام پسند ہے اور
آپ کی خدا داد آواز نظموں میں جان ڈال دیتی ہے۔

(۵) مولوی مست جمال شاہ صاحب۔ آپ پنجاب کے تشریف لائے گئے محبت و کرام میں اپنی مستانہ تقریر سے مجمع بہت محفوظ ہوا۔

(۶) حضرت صدر الافاضل اوستا ذوالعلماء مولانا مولوی حافظ حکیم سید محمد

نعیم الدین صاحب مراد آبادی دامت برکاتہم آپ اس سال اپنے اہل و عیال کی علاقوں کے باعث ایک روز کی تاخیر سے تشریف لائے شخص آپ کے لیے جو انتظار

تھا۔ آپ کی تشریف آوری سے مجمع میں مسرت کی کہہ دوڑ گئی آپ نے اتنی ہی پنجب معمول سب سے اول اعظمت صاحب عرس تو بس سرہ کے غرار مبارک پر

حاضر ہو کر فاتحہ پڑھی۔ اور چونکہ حضرت صاحب سجادہ دست برکاتہم کی خرقہ پوشی کا وقت آگیا تھا تمام اکابر علماء و مشائخ موجود تھے آپ نے بھی اوس میں شرکت

فرمائی۔

خرقہ پوشی

عرس کے ایام میں خرقہ پوشی کا وقت اپنے شان و شوکت کے لحاظ سے بڑی خصوصیت رکھتا ہے۔ مخصوص خمرات

حلقوں میں دولت سراے اعظمت تک پہنچاے جاتے ہیں جہاں پہلے سے بہت اہتمام کے ساتھ پہرے لگے ہوتے ہیں اور خصوصاً مین کے سوا کوئی شخص پہانگ کے اندر داخل نہیں ہو سکتا۔ پہانگ سے گزر کر آگے کیے بعد دیگرے

تین پہرے ملتے ہیں۔ دولت سراے اقدس میں حضرت عظیم البرکتہ حلیل المنزلۃ رفیع الدرجۃ مولانا الحاج المولوی الشاہ محمد حامد رضا خان صاحب قادری نوری بکلی

رضوی سند آراے سجادہ رضویہ دامت برکاتہم خرقہ تشریف زیب تن فرماتے ہیں عجب عالم ہوتا ہے ایک نوکر کا پتلا نوری لباس میں نوری سرکار کے فیض سے

بدرینہ سے زیادہ سنور نظر آتا ہے۔ ہر آنکھ مجبوراً جمل ہوتی ہے۔ اور دیدار کے لطف اور تعالیٰ ہے۔ رضویوں کی تجویزی کا عالم بیان سے باہر ہے۔ اون کی آنکھوں کے سامنے اس وقت صاحب سجادہ کے پیکر میں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجددی مظلوم قدس سرہ کی جلوہ افروزی ہو رہی ہے۔ ساز و بندوبستے جا رہے ہیں۔ اسی شبہ میں حضرت سینا شاہ ابوالحسن صاحب نوری اور حضرت سیدنا شاہ آل رسول صاحب علیہ السلام اسرار جمہ کے بھی جلوے نظر آ رہے ہیں۔ اسی لباس میں حضرت شاہ برکت الدین صاحب اور حضرت شاہ اچھے میاں صاحب قدس اللہ اسرارہم کے انوار بھی چمک رہے ہیں۔ یہ وہ طہرہ اور بغداد مقدس کی سرکارین برسر فیض ہیں۔

حضرت صاحب سجادہ کا خدا داد حسن و جمال اور عالمانہ وقار۔ درویشانہ انکسار بزرگانہ شوکت پر خرقہ پوشی کچھ ایسی ساز و سامان میں جنہیں ایک مرتبہ دیکھ کر عمر بھر لذت دیدار کے فرسے آتے رہتے ہیں۔ دولت سرسے اقدس کا سخت پیرہ تو ہر سواے مخصوص حضرات کے کوئی شخص داخل نہیں ہو سکتا۔ شائقین جمال اور شائقان دیدار کے ہجوم لگے ہوتے ہیں۔ دیوان خانہ۔ دروازہ۔ پہانگ۔ ٹرک سب بہی ہوتی ہے اور گزرنے والے کو گزرنا ناممکن ہوتا ہے۔ مجمع سروٹھائے۔ انکھیں پہاڑوں کی طرح صاحب سجادہ کی تشریف آوری کا منتظر کھڑے ہیں۔ وہیں بیس مبارک زیب تن فرما کر چربائی سے قدم اتارا اور غصا ہاتھ میں لیا، اور باہر آمد آمد کی دھوم مچ گئی۔ قدم قدم خیرین آتی ہیں کہ اتنے میں سواری آگئی اور دروازہ سے حضرت صاحب سجادہ ماہ نو کی طرح جلوہ آرا ہوئے شور مچ گیا۔ مرجا کی صدائیں بلند ہوئیں منقبت خوانوں نے دلورہ انگیز لہجوں میں۔ آج دو طہا بنا شاہ حامد رضا + پڑھنا شروع کیا حضرت

موصوف دو معرے حلقوں میں حرام نرم کے ساتھ درگاہِ معنی کی طرف رو نہ رہتے
ہزار ہا انسان دیدار کے سیلے دیوانے ہو رہے ہیں۔ آدمی پر آدمی گرا رہا ہے۔
سڑکیں بھری ہوئی ہیں چھتوں اور بالاناٹوں پر زیارت کرنے والوں کے جھوم ہیں۔
شاہانِ کروز کے ساتھ جہوں اٹھاتے کہ درگاہِ معنی میں پہنچے تمام مجمع سرور کا تعلیم
کے لیے ایسا ہے اور ائمہ کبار اور عملاء و مسلام کے نعروں میں حضرت ممدوح
اپنی سند شریف پر پہنچے مختلف اصحاب نے منتقین اور جدیدہ قصائد عرض کیے۔ مجمع
جھوم جھوم گیا۔ اس موقع پر میرے دوست فاضل عنایت محمد خان صاحب غوری
فیروز پوری نے جو ایک قصیدہ لبریز عقیدت پر لکھا سنایا جس کا ایک شعر یہ تھا کہ
بانشینِ حضرت احمد رضا۔ حامدِ رضا + اوستے جلسہ پر ایک خاص رنگ پیدا کیا۔ یہ
حضرت صاحب سجادہ کے دست گرفتہ اور نظر عنایت کے منظور خاص ہیں۔ وہ سب کا
تمام خاندان عقیدت و نیاز مندی کے گھرے رنگ میں رنگا ہوا ہے۔ قصائد پڑھتے
ہونے کے بعد مولوی عبدالمجید صاحب نے اپنی تقریر کا بقیہ جو عبادتِ عجاز پر مشتمل تھا
پورا فرمایا۔ مجمع نے حضرت صدر الافاضل، ستاد العلماء جناب مولانا مولوی حافظ
حسین صاحب محمد نعیم الدین صاحب قبایہ سے بیان کی استدعا کی ہر طرف سے یہی آواز
اٹھی آپ نے مسلمانوں کے اصرار اور حضرت صاحب سجادہ کے ارشاد کے تخمیناً ڈیڑھ
گھنٹہ تقریر فرمائی۔ آپ کی تقریر کے متعلق میں کیا عرض کروں۔ حسن بیان۔ قوتِ ادب
فصیح زبان۔ متین انداز۔ اور جو خوبیاں ہیں آج ان کی تقریروں کی ہندوستان
میں دھوم مچی ہوئی ہے صرف انما عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ واقعاتِ حجازی پر
آپ نے گفتگو فرمائی مگر حسی و ذہنی فرزانے رہے مجمع کا آنسو نہیں تھا اور تمام مجمع روتے

روتے بے اختیار ہو گیا۔ اور اسلامی جذبات سینہ میں موجیں مارنے لگے۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہم حجاز مقدس میں ہیں اور تمام واقعات ہماری نگاہوں کے سامنے ہو رہے ہیں آخر میں آپ نے فرمایا کہ یہ خاص وقت ہے اور حضرت صاحب عرس کی روح کو ایک خاص توجہ ہے اور ان کے منتسبین کو کسب فیض کا بہتر موقع ہے یہ کچھ ایسے دلولہ انگیز لفظوں میں فرمایا جس نے رضویوں کو بہت فائدہ دیا اور اس شب ذکر و دعائیں مشغول رہے عرض برہمی شان شوکت کے ساتھ عرس کی محافل ہوتی رہیں۔

۲۵۔ صفحہ کو ۲ بجکر ۳۸۔ منٹ پر قتل شریف ہوا۔

قتل سے پہلے خاکسار نے جماعت مبارکہ کی سٹیو و سٹالانہ رپورٹ اجمل اڈرٹھکر سنائی۔ جماعت مبارکہ کے اراکین و رضا کاران اس عظیم الشان عرس کے انتظام میں شب و روز سرگرم رہے اور خدا کا شکر ہے کہ حضرت صاحب سجادہ اون کے خدمات سے خوش ہیں۔

عرس کے ایام میں کثرت سے لوگ صاحب سجادہ کی حلقہ بگوشی میں داخل ہوئے عموماً عصر و ظہر کے بعد کو دیر تک سجد ہی میں محفل بیت گرم رہی تھی۔

قاضی محمد احسان الحق نعیمی

- مدیر -

تاریخ وصال

تاج المحققین سراج المدققین حضرت مولانا بکلی مجرہ اولینا عالیجناب مولانا
مولوی محمد ظہور حسین صاحب فاروقی نقشبندی مجددی رامپوری
رحمۃ اللہ المولیٰ تعالیٰ رحمۃ واسعہ

از نتائج افکار حضرت عالم عظام البحر الخیر القمقام سیدی و مولیٰ الانام
عالی جناب مولانا مولوی محمد حامد رضا خان صاحب قبلہ دامت
برکاتہم زیب سجادہ آستانہ عالیہ رضویہ۔

تاریخ وصالہ

۱۳ ۲۲

تاج المحققین سراج المدققین - حضرت مولانا بکلی مجرہ اولینا
۲۲ ۱۳ ۲۲ ۱۳ ۱۳

اولی جناب ظہور حسین - رحمۃ اللہ المولیٰ تعالیٰ رحمۃ واسعہ
۲۲ ۱۳ ۲۲ ۱۳ ۱۳

قد نبعینا لغبنا نعنی الیقین انما متنا وما جاء الیقین
موتة العالمات العالمین ثلثة فی الدین هذا ما ندین
انشاء دین النبئی انشاء ثلثة فی ای دین اے دین

<p> کان فی ذات الیمین بالیمین فی علوم العقل والنقل الرزین فی حسان الوجہ کالماء المعین من عباد اللہ رب الصالحین فی دیا حیر الیالی ساهرین فی میادین الوغی لیت العرین والمواعظ وادراس الطالبین اطلبوا العلم ولو کان بصیرین من وجوه الفضل وفضل مبین من بعداد الخدن من بین الخدین بالسلام طبت من حور عین لیمن اللہ نعم دار المتقین </p>	<p> قد لعمری طنّ طبّ طابن کان حبرا کان بحر ابا ذخا کان صوفیا صوفیا صافیا کان ضربا کان غرا صالحا باراً براتقیاء اعبدا کان قرما کان شهما شائخا مات من من موده مات العلوم شمروا عن ساق جد فی الطلب لیس فینا من یدالی فضله انما نشکوا الی اللہ بثنا عم صبا حایا ایا نور الحسین مرحبا اهل اوسى بلاد مرحبا </p>
---	--

هاک ازخ الوصل یا احمد رضا

ایہ رضوان ادخلوها خالدین

۱۳ ۲۲

منقہا محمد احمد رضا - حفظہ ربہ الی علی

۱۳ ۲۲ + ۱۳ ۲۲

صرف میلی کیلایه و صلوات خسته یات شهر قزوین و بیع الاخر ۱۳۵۵ هجری

روز	نصف النهار				نصف لیل				روز
	ص	ع	م	ش	ص	ع	م	ش	
۱	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹
۲	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹
۳	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹
۴	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹
۵	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹
۶	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹
۷	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹
۸	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹
۹	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹
۱۰	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹
۱۱	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹
۱۲	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹
۱۳	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹
۱۴	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹
۱۵	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹
۱۶	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹
۱۷	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹
۱۸	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹
۱۹	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹
۲۰	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹
۲۱	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹
۲۲	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹
۲۳	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹
۲۴	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹
۲۵	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹
۲۶	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹
۲۷	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹
۲۸	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹
۲۹	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹
۳۰	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹
۳۱	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹
۳۲	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹
۳۳	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹
۳۴	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹
۳۵	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹
۳۶	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹
۳۷	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹
۳۸	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹
۳۹	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹
۴۰	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹
۴۱	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹
۴۲	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹
۴۳	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹
۴۴	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹
۴۵	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹
۴۶	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹
۴۷	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹
۴۸	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹
۴۹	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹
۵۰	۲۰	۱۱	۹	۶	۵۱	۲	۲۰	۱۱	۹